70317 ـ اجتماعی قرآن خوانی اور فوت شدگان کو ایصال ثواب اور میلاد النبی کا حکم

سوال

ہم ہر ماہ کے آخری اتوار تقریبا تیس یا اس سے زیادہ عورتیں اکٹھی ہو کر قرآن خوانی کرتی ہیں اور ہر ایك تقریبا ایك سپارہ پڑھ کر ایك یا ڈیڑھ گھنٹہ میں مکمل قرآن ختم ہو جاتا ہے، ہمیں کہا جاتا ہے کہ اس طرح ہر ایك کے لیے ـ ان شاء اللہ ـ پورا قرآن شمار ہو گا، کیا یہ کلام صحیح ہے ؟
اس کے بعد ہم دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالی اس قرآن خوانی کا ثواب زندہ اور فوت شدگان مومنوں کو پہنچے تو کیا یہ ثواب ان کو پہنچتا ہے ؟
وہ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان بناتے ہیں:
" جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین قسم کے نہیں، صدقہ جاریہ یا فائدہ مند علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں یا نیك و صالح اولاد جو اس کے دعا کرے "
اسی طرح وہ عید میلاد النبی مناتے ہیں جو صبح دس بجے شروع ہو کر شام تین بجے تك رہتی ہے، اس میں ابتدا استغفار اور حمد و تسبیح اور تکبیر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سے ہوتی ہے اور پھر قرآن پڑھتے ہیں، اور بعض عورتیں اس دن روزہ بھی رکھتی ہیں تو کیا اس دن کو یہ ساری عبادات کے لیے مخصوص کرنا بدعت شمار ہوتا ہے ؟
اسی طرح ہمارے ہاں ایك بہت لمبی دعا ہے جو سحری کے وقت کی جاتی ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو اس دعا کا نام " دعاء رابطہ " ہے یہ دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد و سلام اور آپ کی جماعت پر رحمت اور سارے انبیاء اور امہات المؤمنین اور صحابیات پر سلام اور خلفاء راشدین اور تابعین عظام اور اولیاء و صالحین پر رحمت کی دعا کے ساتھ ہر ایك اپنا نام ذکر کرتا ہے.
اور کیا یہ صحیح ہے کہ ان سب ناموں کا ذکر کرنے سے وہ ہمارا تعارف کر لیتے ہیں اور جنت میں ہمیں پکارینگے، کیا یہ دعاء بدعت ہے ؟
میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ یہ بدعت ہے، لیکن اکثر عورتیں میری مخالفت کرتی ہیں، اگر میں غلطی پر ہوں تو کیا اللہ مجھے سزا دیگا، اور میں حق پر ہوں تو مجھے بتائیں کہ میں انہیں کیسے مطمئن کر سکتی ہوں ؟
میں اس مسئلہ سے بہت پریشان ہوں جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث ذہن میں آتی ہے تو میری پریشانی اور غم اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے:
نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کا فرمان ہے:
" ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں ہے "

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے کتاب و سنت میں بہت زیادہ فضائل بیان ہوئے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت اور پڑھنے کے جمع ہونے کا ثواب اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اس میں طریقہ بھی شرعی اختیار کیا جائے، کہ جمع ہونے والے لوگ اکٹھے ہوں اور قرآن مجید کی تفسیر اور اس کے مسائل سمجھیں اور ایك دوسرے کو بیان کریں، اور تلاوت قرآن کی تعلیم حاصل کریں.

اور شرعی اجتماع میں یہ بھی شامل ہے کہ جمع ہونے والوں میں سے ایك شخص قرآن مجید کی تلاوت کرے اور باقی افراد اسے سمجھنے اور غور و فکر کی خاطر سنیں، دونوں طرح ہی سنت نبویہ سے ثابت ہے.

اس کی مزید تفصیل معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (22722) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور ہر ایك شخص نے ایك سپارہ پڑھا ہو تو اسے ہر شخص کے لیے قرآن مجید مکمل شمار کرنا صحیح نہیں؛ کیونکہ جمع ہونے والے ہر شخص نے پورا قرآن تو ختم نہیں کیا بلکہ سنا بھی نہیں، بلکہ سب نے تھوڑا تھوڑا تلاوت کیا ہے تو اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس نے تلاوت کیا ہے.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کہتے ہیں:

" قرآن خوانی کے لیے جمع ہونے والوں میں سے ہر ایك کو ایك ایك سپارہ دینا تا کہ وہ اس کی تلاوت کرے اسے مکمل قرآن ختم کرنا ہر ایك کے لیے پورا قرآن شمار نہیں کیا جائیگا " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (2 / 480).

دوم:

قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اجتماعی دعا مشروع نہیں اور نہ ہی قرآن خوانی کا ایصال ثواب فوت شدگان کے لیے جائز ہے، اور نہ ہی زندوں کے لیے، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ ہی صحابہ کرام نے ایسا عمل کیا.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

کیا میں اپنے والدین کے لیے قرآن مجید ختم کر سکتا ہوں کیونکہ وہ پڑھے لکھے نہیں ؟

اور کیا میرے لیے کسی پڑھے ہوئے شخص کی جانب سے قرآن مجید ختم کرنا جائز ہے کیونکہ میں اسے قرآن کا ثواب ہدیہ کرنا چاہتا ہوں، اور کیا ایک سے زائد اشخاص کے لیے قرآن ختم کر سکتا ہوں ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" نہ تو کتاب اللہ میں اور نہ ہی سنت مطہرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی صحابہ کرام سے کوئی ایسی دلیل ملتی ہے جو والدین یا کسی اور کو قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب ہدیہ کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہو.

بلکہ قرآن مجید کی تلاوت سے خود فائدہ اٹھانے اور استفادہ کرنا مشروع ہے، اور اس کے معانی پر غور و فکر اور تدبر کرنے اور اس پر عمل کرنا مشروع کیا گیا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور فکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں ص (29).

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالی کچھ اس طرح ہے:

یقینا یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اسراء (9).

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالی اس طرح ہے:

کہہ دیجئے یہ تو مومنوں کے لیے ہدایت و شفا کا باعث ہے فصلت (44).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" روز قیامت قرآن مجید اس پر عمل کرنے والوں کو لایا جائیگا سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران آگے ہونگی گویا کہ وہ دو بادل ہیں یا پرندوں کے دو جھنڈ ہوں وہ ان کا دفاع کر رہی ہونگی "

مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید اس لیے نازل ہوا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور اس کی تلاوت کثرت سے ہو نہ کہ اس لیے نازل ہوا ہے کہ اسے فوت شدگان کے لیے ہدیہ اور ایصال ثواب کے لیے پڑھا جائے.

میرے علم کے مطابق والدین وغیرہ کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کرنے کی کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس پر

اعتماد کیا جا سکے، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے "

بعض اہل علم اسے جائز قرار دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ قرآن مجید یا دوسرے اعمال صالحہ کا ثواب ہدیہ کرنے میں کوئی مانع نہیں، انہوں نے اسے صدقہ اور فوت شدگان کے لیے دعا پر قیاس کیا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ مذکورہ بالا اور اس موضوع کی دوسری احادیث کی بنا پر پہلا قول ہی صحیح ہے.

اور اگر تلاوت کا اجروثواب ہدیہ کرنا مشروع اور جائز ہوتا تو سلف صالحین رحمہم اللہ بھی ایسا ضرور کرتے، اور پھر عبادت میں تو قیاس کرنا جائز ہی نہیں؛ کیونکہ عبادات توقیفی ہیں ان میں کمی و زیادتی نہیں کی جا سکتی اور عبادت کا ثبوت یا تو کلام اللہ سے یا پھر سنت رسول اللہ سے ہو گا اس کے علاوہ نہیں، اس کی دلیل وہ سابقہ حدیث ہے "

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (8 / 360 ـ 361).

اور ان کا درج ذیل حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین قسم کے ایسے ہیں جو جاری رہتے ہیں .... "

بلکہ جب اس حدیث پر غور کیا جائے تو یہ فوت شدگان کے لیے قرآن خوانی وغیرہ کے ایصال ثواب کی عدم مشروعیت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نے فرمایا ہے:

" نیك و صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے "

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ " وہ اس کے لیے قرآن خوانی کرتی ہے ".

سوم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آنے پر صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کی بجائے مختصر طور پر صرف ص یا صلعم نہیں لکھنا چاہیے، جو اتنا لمبا سوال لکھ سکتا ہے اس کے لیے صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا کوئی مشکل تو نہ تھا.

اس کے متعلق تفصیلی بیان سوال نمبر (47976) کے جواب میں ہو چکا ہے آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

چہارم:

عید میلاد ا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا بدعت ہے، اور اس میں معین عبادات مثلا سبحان اللہ والحمد للہ اور اعتکاف

اور قرآن مجید کی تلاوت اور روزے وغیرہ کی تخصیص کرنا بدعت ہے ایسا کرنے والے کو کوئی اجروثواب حاصل نہیں ہو گا کیونکہ یہ مردود ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا تو وہ مردود ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1718) صحیح مسلم حدیث نمبر (2550).

اور مسلم شریف کی ایك روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے "

فاکہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" میرے علم کے مطابق کتاب و سنت میں اس میلاد کی کوئی دلیل نہیں، اور نہ ہی علماء امت میں سے کسی معتبر اور قدوہ دین عالم دین سے اس پر عمل کرنا ثابت ہے جو سلف صالحین کے آثار پر عمل کرنے والے ہوں، بلکہ یہ بدعت ہے جسے باطل اور شہوانی قسم کے افراد جو کھانے پینے کو مشغلہ بنائے ہوئے تھے کی ایجاد د ہے "

دیکھیں: المورد فی عمل المولد (بحوالہ کتاب: رسائل فی حکم الاحتفال بالمولد النبوي).

اور شیخ عبد العزیز بن باز ر حمہ اللہ سے بھی اس کے متعلق کئی بار سوال کیا گیا جو ہم ذیل میں بمع جواب پیش کر رہے ہیں:

سوال: ؟

یہ سوال بار بار آتا رہا ہے کہ نبي صلي اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن محفل میلاد منعقد کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان محفلوں میں حاضري کا اعتقاد رکھ کر از روئے تعظیم وتکریم آپ کے خیرمقدم میں کھڑے ہوجانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا اورمیلادوں میں کئے جانے والے اس طرح کے دیگر اعمال کی شرعي حیثیت کیا ہے؟

جواب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور کی پیدائش پر محفل میلاد منعقد کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ اسلام میں ایک نو ایجاد بدعت ہے، کیونکہ پہلی تین افضل صدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خلفاء راشدین، دیگر

صحابہ کرام اور اخلاص کے ساتھ ان کی پیروي کرنے والے تابعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم پیدائش کا جشن نہیں منایا جبکہ وہ بعد میں آنے والے لوگوں کے مقابلہ میں سنت کا زیادہ علم ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت رکھنے والے اورطریقہ نبوي کی مکمل پیروي کرنے والےتھے.

نبي صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" من أحدث في أمرناهذا مالیس منه فهورد "

جس نےہمارے اس دین میں کوئي نیا کام نکالا جو(دراصل) اس میں سے نہیں ہے وہ ناقابل قبول ہے.

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسري حدیث میں فرمایا:

" علیکم سنتي وسنة الخفاء الراشدین المهدیین من بعدي تمسکوا بهاوعضوا علیها بالنواجذ وإیاکم ومحدثات الأمور فإن کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة "

تم میري سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور دین میں نئي نئي باتوں سے بچو کیونکہ ہر نئي چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہي ہے.

ان دونوں حدیثوں میں بدعات ایجاد کرنے اور ان پر عمل کرنے سے سختي کے ساتھ منع کیا گیا ہے.

اللہ تعالی نے اپني کتاب مبین قرآن کریم میں فرمایا:

وماآتاکم الرسول فخذوه ومانهاکم عنه فانتهوا الحشر (59 / 7)

اور تمہیں جوکچھ رسول دیں لے لو اور جس سے روک دیں رک جاؤ.

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا:

فلیحذرالذین یخالفون عن أمره أن تصیبهم فتنة أو یصیبهم عذاب ألیم النور (24 / 63).

سنو! جولوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئي زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے.

نیز اللہ سبحانہ وتعالي نے فرمایا:

لقد کان لکم في رسول الله أسوة حسنة لمن کان یرجوا الله والیوم الآخروذکر الله کثیرا الاحزاب (23/ 21).

يقينا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالی کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہو، اور بکثرت اللہ تعالی کو یاد کرتا ہو.

نیز اللہ تعالی نے فرمایا:

والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه وأعد لهم جنات تجري تحتها الأنهار خالدين فيهاأبدا ذلك الفوزالعظيم التوبة (9 / 100) .

اور جومہاجرین وانصار سابق اورمقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضي ہوا اور وہ سب اس سے راضي ہوئے، اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاري ہونگي جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بڑي کامیابي ہے.

نیزاللہ تعالی نے فرمایا:

اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا المائدة (5 / 3).

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام پورا کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہوگیا.

اس مضمون کی آیات بہت ہیں.

اس طرح کی میلادي مجالس کو ایجاد کرنے کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالی نے اس امت کے لئے دین مکمل نہیں کیا، اور جن باتوں پر عمل کرنا امت کے لئے ضروري تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان تک نہیں پہنچایا، یہاں تک کہ جب بعد میں یہ بدعتي لوگ آئے تو انہوں نے اللہ تعالی کی شریعت میں ایسي چیزوں کو ایجاد کیا جن کی اللہ تعالی نے اجازت نہیں دي تھي اور ان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ اعمال انہیں اللہ کے قریب کردینگے.

بلاشبہ دین میں اس طرح کنئي چیزوں کا ایجاد کرنا انتہائي خطرناک اور اللہ و رسول پر اعتراض ہے، حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے دین کو مکمل فرما کر اپني نعمت کا اتمام کردیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےواضح طور پردین کو پہنچا دیا اور انہیں جنت تک پہنچانے اور جہنم سے نجات دلانے والے ہر راستہ کی راہنمائي فرمادي .

جیسا کہ صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمروبن عاص رضي اللہ عنہم سے مروي ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مابعث الله من نبي إلا كان حقا عليه أن يدل أمته على خيرما يعلمه لهم وينذرهم شرما يعلمه لهم"

اللہ نے جس نبي کوبھي بھیجا اس پر واجب تھا کہ وہ اپني امت کے لئے جن چیزوں میں خیر سمجھے ان کی راہنمائي کرے اورجن چیزوں میں شر سمجھے ان سے روکے.

یہ بات معلوم ہے کہ ہمارے نبي محمد صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے افضل اور سلسلہ نبوت کی آخري کڑي تھے اورامت تک دین پہنچانے اور ان کی خیرخواہي میں سب سے کامل تھے، اگر یوم پیدائش کا جشن منانا اللہ تعالی کے پسندیدہ دین سے ہوتا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے امت کے لئے ضرور بیان فرماتے، یا اپني حیات مبارکہ میں اس طرح کے جشن منا کر دکھلاتے، یا کم از کم آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی یوم پیدائش پر جشن میلاد ضرور مناتے، لیکن جب عہد نبوي اور عہد صحابہ میں یہ سب کچھ نہیں ہوا تو یہ بات واضح ہوگئی کہ محفل میلاد کا اسلام سے کوئي واسطہ نہیں ہے، بلکہ وہ ان نئے ایجاد کردہ کاموں میں سے ہے جن سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپني امت کو بچنے کی تاکید فرمائي ہے جیسا کہ سابقہ دونوں حدیثوں میں بدعات سے اجتناب کی تاکید گزر چکی ہے، اور اس مفہوم میں دوسري حدیثیں بھي وارد ہیں جن میں سے چند ایک ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں.

مثلا خطبہ جمعہ میں نبي صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:

" أمابعد فإن خیرالحدیث کتاب اللہ وخیرالھدي ھدي محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشرالأمور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ "

اما بعد بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، اور بدترین کام وہ ہیں جو دین میں نئے ایجاد کئے جائیں اور ہر بدعت گمراہي ہے.

" اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے"

اس مضمون کی آیات واحادیث بہت زیادہ ہیں.

مذکورہ بالا اور دیگر دلائل کی بنیاد پر علماء کی ایک جماعت نے میلادي محفلوں کو صراحتاً خلاف شرع قرار دیا ہے اوران سے بچنے کی تاکید کی ہے.

لیکن بعض متاخرین نے فریق اول کرائے سے اختلاف کرتے ہوئے ان میلادي محفلوں کے انعقاد کو اس شرط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے کہ وہ خلاف شرع ناجائزکاموں پر مشتمل نہ ہوں مثلا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غلو کرنا، مرد وزن کا اختلاط، گانے بجانے کے آلات کا استعمال اور ان کے علاوہ وہ تمام چیزیں جن کو شریعت مطہرہ غلط قرار دیتي ہے.

جواز کے قائلین ان میلادوں کوبدعت حسنہ سمجھتے ہیں

ایک شرعي قائدہ:

شریعت کے جس مسئلہ میں لوگ تنازع کا شکار ہوجائیں اسے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی جانب لوٹایا جائے.

جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

یاأیھاالذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول وأولي الأمرمنکم فإن تنازعتم في شيء فردوہ إلی اللہ والرسول إن کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخرذلک خیروأحسن تأویلا النساء (4 / 59) .

اے ایمان والو! فرمانبرداري کرو اللہ کی اور فرمانبرداري کرو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور تم میں سے اختیار والوں کي، پھر اگر کسچیز میں اختلاف کرو تواسے لوٹا دو اللہ تعالی کی طرف اور رسول کی طرف اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اورباعتبار انجام کے بہت اچھا ہے.

نیزاللہ تعالی نے فرمایا:

وماختلفتم فیہ من شيء فحکمہ إلی اللہ الشوری (42 / 10)

اورجس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالی کی طرف ہے.

چنانچہ جب ہم نے مسئلہ میلاد کو اللہ تعالی کی کتاب قرآن مجید کی جانب لوٹایا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائي ہوئي شریعت کی پیروي کی اورمنع کردہ چیزوں سے اجتناب کا حکم دیتے ہوئے پایا، اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس امت کے لئے دین کو مکمل فرمادیا ہے اور یہ میلادیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائي ہوئي شریعت میں سے نہیں ہیں، لہذا یہ بات واضح ہوگئی کہ محفل میلاد کا تعلق اس کامل اکمل دین سے نہیں ہے، جس کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے.

اسي طرح ہم نے اس مسئلہ کو سنت رسول کی جانب بھي لوٹایا تواس بارے میں نہ تو نبي صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئي عمل اور نہ ہي کوئي حکم اورنہ ہي صحابہ کا کوئي عمل ملا تواس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ محفل میلاد کا دین سے کوئي تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ بدعت اوردین میں نئي پیدا کردہ چیز ہے، نیز اس میں یہود ونصاری کی عیدوں سے مشابہت پائي جاتي ہے.

چنانچہ معمولي درجہ کی بصیرت، معرفت حق کا شوق اور اس کی طلب میں انصاف پسندي رکھنے والے ہرشخص پر یہ بات عیاں ہو جائے گي کہ محفل میلاد کا دین اسلام سے کوئي تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ ان نوایجاد بدعات میں سے ہے جن سے اللہ اور اس کے رسول نے بچنے کی تاکید کی ہے.

ایک صاحب عقل وخرد کو اس بات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے کہ جابجا لوگ کثرت سے محفل میلاد منعقد کرتے ہیں کیونکہ حق زیادہ لوگوں کے کرنے سے نہیں بلکہ شریعت کی دلیلوں سے پہچانا جاتا ہے.

جیسا کہ اللہ نے یہود ونصاری کی بابت فرمایا:

وقالوا لن يدخل الجنة إلا من كان هودا أونصارى تلك أمانيهم قل هاتوا برهانكم إن كنتم صادقين البقرة (2 / 111)

یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہودونصاری کے سوا کوئي نہیں جائے گا یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئي دلیل پیش کرو.

نیز ارشاد باري تعالی ہے:

وإن تطع اكثر من في الأرض يضلوك عن سبيل الله الانعام (6 / 116).

اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں توآپ کواللہ کی راہ سے بے راہ کردینگے.

ان میلادي محفلوں کے بدعت ہونے کے ساتھ یہ بھي واضح رہے کہ اکثر وبیشتر میلاد کی ان محفلوں میں دیگر حرام کاریاں بھي ہوتي ہیں مثلا مرد وزن کا اختلاط، گانے بجانے ڈھول تاشے کے آلات، اور نشہ آور اشیاء کا استعمال اور ان کے علاوہ دیگر بہت سي برائیاں اور بسا اوقات ان محفلوں میں مذکورہ برائیوں سے بڑھ کر شرک اکبر تک کا ارتکاب کیا جاتا ہے.

مثلا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا دیگر اولیاء کرام کے بارے میں غلوکرنا، انہیں پکارنا، ان سے فریاد رسي اورمدد کا سوال کرنا، وغیرہ اور ان کی بابت یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ غیب جانتے ہیں اور اس طرح کے بہت سےکفریہ اعتقادات جن کا ارتکاب میلاد نبوي اور اولیاء کے میلادوں کے موقع پر کرتے ہیں.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" إياكم والغلو في الدين فإنما أهلك من كان قبلكم الغلو في الدين "

دین میں غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب دین میں غلو تھا.

نیز نبي صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسري حدیث میں فرمایا:

" لاتطروني كما أطرت النصارى عيسى ابن مريم إنما أنا عبد فقولوا عبدالله ورسوله "

(اخرجہ البخاري في صحيحہ من حديث عمربن عبداللہ رضي اللہ عنہ)

تم (حدسے زيادہ تعريفيں کرکے) مجھے ميرے مقام سے آگے نہ بڑھاؤ جيسا کہ نصاری نے عيسی بن مريم کو حد سے آگے بڑھا ديا تھا، ميں اللہ کا بندہ ہوں لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہي کہو.

قابل تعجب بات يہ ہے کہ بہت سے لوگ اس طرح کے غيرشرعي اجتماعات ميں شرکت کے لئے انتہائي سرگرم اور کوشاں نظرآتے ہيں اور بوقت ضرورت اس کی جانب سے دفاع بھي کرتے ہيں، جبکہ دوسري طرف وہي لوگ جمعہ وجماعت اور اللہ کے ديگر فرائض سےبالکل پيچھے نظر آتے ہيں، نہ ہي وہ فرائض کی کچھ پرواہ ہي کرتے ہيں اور نہ ہي ان کے چھوڑنے کو کوئي بڑا گناہ سمجھتے ہيں ، بلا شبہ يہ سب کچھ کمزور ايمان، کم علمي، اور گوناگوں گناہوں کے ارتکاب کے سبب دلوں کے انتہائي زنگ آلود ہوجانے کی وجہ سے ہے، ہم اللہ تعالی سے اپنے اور تمام مسلمان بھائيوں کے لئے عافيت کا سوال کرتے ہيں.

ميلاد کی ان محفلوں ميں ايک قبيح اور بدترين عمل يہ بھي انجام پاتا ہے کہ آپ صلی اللہ عليہ وسلم کی ولادت کا ذکر آنے پر بعض لوگ ازروئے تعظيم وتکريم آپ کا خير مقدم کرتے ہوئے کھڑے ہوجاتے ہيں، کيونکہ ان کا عقيدہ ہے کہ رسول صلی اللہ عليہ وسلم ميلاد ميں حاضر ہوتے ہيں، يہ عظيم ترين جھوٹ اور بد ترين جہالت ہے، کيونکہ رسول اللہ صلی اللہ عليہ وسلم قيامت سے قبل اپني قبر مبارک سے نہ تو نکل سکتے ہيں اور نہ لوگوں ميں سے کسی سے ملاقات کرسکتے ہيں، اور نہ ہي ان مجلسوں ميں حاضر ہوسکتے ہيں، بلکہ آپ صلی اللہ عليہ وسلم اپني قبر ميں قيامت تک رہيں گے، اور آپ صلی اللہ عليہ وسلم کی روح مبارک دارکرامت (جنت) ميں اپنے رب کے پاس اعلی عليين ميں ہے.

جيسا کہ اللہ تعالی نے سورۃ المومنون ميں فرمايا :

ثم إنكم بعد ذلك لميتون ثم إنكم يوم القيامة تبعثون المؤمنون (15/16) .

اس کے بعد پھر تم سب يقينا مرجانے والے ہو، پھر قيامت کے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤگے.

اور نبي اکرم صلي اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" أنا أول من ينشق عنه القبر يوم القيامة وأنا أول شافع وأول مشفع "

بروز قيامت سب سے پہلے ميري قبر پھٹے گي اور ميں قبرسے باہر نکلوں گا، اورميں سب سے پہلا سفارشي ہوں گا، اورسب سے پہلے ميري سفارش قبول ہوگي . (آپ صلی اللہ عليہ وسلم پر رب کی جانب سے درود وسلام نازل ہو)

مذکورہ بالا آيت کريمہ اور حديث نبوي اور اس معني کی ديگر آيات واحاديث اس بات پر دلالت کرتي ہيں کہ نبي صلی اللہ عليہ وسلم اور آپ کے علاوہ ديگر مردے قيامت کے روز ہي اپني قبروں سے نکليں گے يہ علماء اسلام کا متفق عليہ

مسئلہ ہے، اس میں کسی کا کوئي اختلاف نہیں.

لہذا ہر بندہ مسلم کو اس طرح کے مسائل سے واقف ہونا چاہئے اور جاہلوں کی نوایجاد بدعات وخرافات سے گریز کرنا چاہئے جس پر اللہ نے کوئي دلیل نازل نہیں فرمائي ہے.

ہم اللہ ہي سے مدد کاسوال کرتے، اسي پر بھروسہ رکھتے ہیں، اور ہم اس بلند وبرتر اللہ کی مدد کے بغیر گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کے بجا لانے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں.

رہا مسئلہ نبي صلی اللہ پر درود وسلام بھیجنے کا تویہ تقرب الہي کا افضل ترین ذریعہ اعمال صالحہ میں ایک ہے.

جیسا کہ اللہ تعالي نے فرمایا:

إن الله وملائكته يصلون على النبي ياأيهاالذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما الاحزاب (33/ 56)

اللہ اور اس کے فرشتے نبي صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھي ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجتے رہا کرو.

اور نبي صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

" من صلى على واحدة صلى الله عليه بها عشرا "

جوشخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے تواللہ اس پردس بار رحمتیں نازل فرماتا ہے، نبي صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا کوئي مخصوص وقت نہیں ہے، بلکہ کسی بھي وقت آپ پردرود بھیجا جاسکتا ہے، نماز کے آخر یعني تشہد میں اس کے پڑھنے کی تاکید ہے، بلکہ بعض اہل علم کے نزدیک ہر نماز کے آخري تشہد میں اس کا پڑھنا واجب ہے، اوربہت سے مقامات پرسنت مؤکدہ ہے، مثلا اذان کے بعد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کے وقت، جمعہ کے دن، اوراس کی رات میں جیسا کہ بہت سي احادیث سے ان کا ثبوت ملتا ہے.

اللہ تعالي سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو دین کی سمجھ اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہر ایک کو سنت پر کاربند اوربدعت سےاجتناب کی نعمت سے نوازے وہ اللہ سخي اورمہربان ہے، اور اللہ تعالی ہمارے نبي محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اہل وعیال اورساتھیوں پر رحمت نازل فرمائے.

شیخ رحمہ اللہ کا ایك دوسری جگہ یہ فرمانا ہے:

" اگر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مشروع ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے اسے ضرور

بیان فرماتے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خیرخواہ تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں جو کوئی ایسی بات بیان کرے جس سے نبی کریم صلی اللہ وسلم خاموش رہے ہوں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں.

کتاب و سنت میں یہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں پر کیا حق ہے آپ کے حقوق میں آپ سے محبت کرنا، اور آپ کی شریعت اور سنت مطہرہ کی پیروی و اتباع کرنا شامل ہے اور اس کے علاوہ باقی حقوق کی ادائیگی کرنا بھی جن کی وضاحت قرآن و سنت میں ہوئی ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان کی ولادت باسعادت کا جشن میلاد النبی منانا مشروع ہے تا کہ اس پر عمل کیا جائے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ساری زندگی اس پر عمل نہیں کیا اور نہ پھر آپ کے بعد صحابہ کرام جو سب لوگوں سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو جاننے والے اور علم رکھنے والے تھے.

نہ تو انہوں نے اور نہ ہی خلفاء راشدین نے اور نہ ہی کسی اور نے میلاد النبی کا جشن منایا، پھر قرون مفضلہ یعنی پہلے تین بہترین دور کے لوگوں نے بھی اس جشن کو نہیں منایا، کیا آپ کے خیال میں یہ سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی ادائیگی میں کمی و کوتاہی کرنے والے تھے، حتی کہ یہ بعد میں آنے والے افراد نے اس نقص اور کمی کو واضح کیا اور اس حق کو پورا کیا؟!

نہیں اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا کہ یہ سب صحابہ کرام اور آئمہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق سے جاہل و غافل تھے، یا اس میں کمی و کوتاہی کی، کوئی عقلمند ایسی بات اپنی زبان سے نکال ہی نہیں سکتا جو ان صحابہ کرام اور تابعین عظام کے حالات سے واقف ہو.

عزیز قارئین کرام جب آپ کے علم میں آگیا کہ میلاد النبی کی جشن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں موجود نہ تھا اور نہ ہی صحابہ کرام اور تابعین عظام اور آئمہ کرام کے ادوار میں اس پر عمل کیا گیا، اور نہ ہی یہ چیز ان کے ہاں معروف تھی اس سے آپ کو یہ علم بھی ہو گیا کہ یہ دین میں نیا ایجاد کردہ کام ہے اور یہ بدعت کہلاتا ہے اس پر عمل کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کی دعوت دینی اور اس میں شریک ہونا جائز ہے، بلکہ اس سے روکنا اور منع کرنا اور لوگوں کو اس سے بچانا واجب ہے "

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (6 / 318 ـ 319).

پنجم:

کسی بھی شخص کے لیے کسی دعاء اور ذکر کی اختراع کرنا اور اسے نشر کرنا اور پھیلانا جائز نہیں، اور " دعاء الرابطہ

" نامی دعاء بدعت ہے اور اس میں یہ سوچ اور فکر پیش کی گئی ہے کہ جن سے مانگا جا رہا ہے انہیں ذہن میں اپنے سامنے رکھا جائے اور یہ اعتقاد ہونا چاہیے کہ وہ دعاء کرنے والے کو پہچانتے ہیں اور انہیں جنت میں بلائینگے: یہ سب وہمی خیالات اور صوفیوں کی اختراعات ہیں جن کی دین اسلام میں کوئی اصل نہیں ملتی.

وہ شرعی ضوابط اور اصول و قواعد جن سے مسلمان شخص سنت اور بدعت اور غلط و صحیح کی پہنچان کر سکتا ہے وہ بالکل واضح ہیں وہ اس طرح کہ:

عبادات میں اصل ممانعت ہے، لیکن جب کسی عبادت کی دلیل مل جائے تو وہ جائز ہے، اس لیے اللہ کی عبادت اور اللہ کا قرب اس صورت میں ہی کیا جائیگا جس کی کتاب و سنت میں اس کی مشروعیت پر کوئی دلیل ملتی ہو.

اور مسلمان کے لیے دوسرا اصول یہ ہے کہ وہ اتباع و پیروی کرے نہ کہ ابتداع یعنی بدعات کی ایجاد اور بدعات پر عمل، کیونکہ بدعت کا عمل کرنے والے کا وہ عمل مردود ہے اس کے منہ پر دے مارا جائیگا.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے تو ہمارے لیے شریعت کی تکمیل کر دی ہے، اور اپنی نعمت ہم پر مکمل کر دی ہے، پھر اس طرح کی بدعت کیا ضرورت ہے کہ وہ ہماری زندگی میں ضرور ہونی چاہیے حالانکہ جو صحیح اور ثابت ہے اس پر تو ہم عمل پیرا نہیں ہوتے ؟

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (6745) اور (27237) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

امید ہے کہ جو کچھ بیان کر دیا گیا ہے ان بہنوں کے لیے اس قسم کی بدعات سے اجتناب کرنے کے لیے وہی کافی ہوگا، اور ہم ان بہنوں کو وصیت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا تقوی و پرہیزگاری اختیار کرتے ہوئے اچھی طرح سنت کی پیروی کریں.

اور انہیں یہ علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالی بدعتی کی عبادت قبول نہیں فرماتا چاہے وہ جتنی بھی کوشش و جدوجھد کرے اور کتنا بھی مال اس میں صرف کر ڈالے کیونکہ " سنت پر عمل کرنا چاہیے سنت تھوڑی ہی ہو بدعت میں اجتھاد کرنے سے بہتر ہے " جس طرح جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہماری ان بہنوں کو ان اعمال اور طریقہ کی راہنمائی فرمائے جس میں اللہ کی رضا و خوشنودی پنہاں ہے، اور ہم آپ کو حسن تبلیغ کی وصیت کرتے ہیں کہ آپ اچھے اور بہتر اسلوب میں انہیں سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیں اور آپ اس میلاد میں ان کے ساتھ شریك مت ہوں اور اس میں جو تکلیف آپ کو پہنچے اس پر صبر و تحمل سے کام لیں.

والله اعلم .